ائمہ مساجد کو درپیش دعوتی مسائل اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں ان کا حل: ایک تجزیاتی مطالعہ

Invitational Problems Facing Imams of Mosques and Their Solutions in the Light of Sira-e-Taiba: An analytical study

عبدالوحید[1]

وصی الرحمن[2]

Abstract

Pakistan is an Islamic country in which the teachings of Islam can be freely practiced and preached in its best.The biggest source of preaching the teachings of Islam are the mosques which are present in large numbers in Pakistan, in which people perform their worship. Moreover, the Imams also arrange the basic teachings of the religion of Islam.

But in the present age, there is no real awareness about the reform of the society of mosques, as a result of which the process of real reform of the society through mosques has come to an end.

The question arises as to what are the reasons due to which today's Muslims are moving away from the mosque? Imams of mosques are not referred to for the solution of problems? Why don't people participate in the Urdu sermons of Jumma And Eids (which the common citizen understands)? Why is society moving towards evil despite the abundance of mosques ?This article seeks to address these questions.

Keywords: Imams of Mosques, Sira-e-Taiba, awareness about Mosques

اللہ رب العزت نے مسلم معاشرے کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف امور متعین کیے ہیں تاکہ ان پر انفرادی واجتماعی سطح پر عمل کرکے مسلم سوئٹی اپنے رب سے تعلق مضبوط رکھ سکے۔ان تمام امور کو سیکھنے کے لیے مسجد مرکزی کردار ادا کرتی ہے،اس لیے کہ انسان کی فطرت ہے وہ کسی بھی کام کو اسی وقت احسن انداز میں مکمل کر سکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو کسی بھی کام کے لیے یکسو کرلے۔

مسجد اہل ایمان کے لیے عظیم نعمت ہے اور یہ مسلم معاشرے کی پہچان بھی ہے،اس کی وساطت سے اسلامی فکر کی ترویج کی جاتی ہے،اسلام کا نظام حیات عامۃ الناس کے سامنے میں پیش کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد میں نماز کی اقامت کے ساتھ ساتھ علم سیکھنے سکھانے کا عمل بھی جاری تھا،مسجد ہی میں معاشرتی مسائل کا فیصلہ کیا جاتا تھا،مسجد سے مجاہدین کے قافلے روانہ کیے جاتے تھے۔نبی ﷺ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں عبادات کے ساتھ ساتھ لوگوں کے معاملات اور ریاست کے معاملات کے حل کرنے کا مرکز مسجد تھی۔

---

[1] ۔ پی ایچ ڈی سکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

[2] ۔ استاذ مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد

الحمد للہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جہاں ہر محلے میں ایک سے زیادہ مساجد موجود ہیں جن میں باجماعت نماز اور دینی علوم کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ آج مسجد کے دائرہ کار کے حوالے سے افراط و تفریط پایا جاتا ہے۔ایک طبقہ مساجد کا دائرہ کار صرف نماز کی اقامت یا ذکر اذکار تک محدود کرتا ہے اور دوسرا طبقہ اقامت نماز کے ساتھ دیگر دینی، اصلاحی سیاسی پروگرامات کا قائل ہے جس کے نتیجے میں مسجد کے آداب تک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن وجوہات کی بناپر کہ آج کا نوجوان مسجد سے دور ہوتا جارہا ہے ؟ نماز جمعہ میں ایک بڑی تعداد اردو تقریر ختم ہونے کے بعد صرف عربی خطبہ میں کیوں شریک ہوتی ہے ؟ مساجد کی کثرت کے باوجود مسلم معاشرہ بگاڑ کی طرف کیوں رواں دواں ہے ؟ اس مقالے میں ان مسائل کا حل نبی ﷺ کی سیرت کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان مسائل کو اصول الدعوۃ کی روشنی میں تین اقسام (داعی، مدعو، موضوع الدعوۃ) میں ذکر کیا جائے گا۔

داعی دین (ائمہ مساجد، خطباء، مدرسین) سے متعلق مسائل

داعی دین کی اہمیت

دین اسلام انسانیت کے لیے اکمل دین ہے جس میں انسانی زندگی سے متعلق تمام امور میں راہنمائی دی گئی ہے، اسی بنیاد پر اللہ رب العزت نے دعوت الی اللہ کے کام کو افضل قرار دیا ہے اور اس امر کی طرف دعوت دین دی ہے کہ اہل ایمان اپنے دین کی طرف عامۃ الناس کو دعوت دیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ"[3] "اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں"

امام مسجد کی اہمیت

امامت ایک عظیم ذمہ داری ہے جس کے باعث اس سے متعلق فرد کی اہمیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے درج ذیل احادیث میں امام کی اہمیت بیان فرمائی ہے جس سے امامت کا منصب عظیم قرار پاتا ہے۔

"عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإمام ضامن، والمؤذن مؤتمن. اللهم أرشد الأئمة، واغفر للمؤذنين"[4] "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ضامن ہے اور موذن امین ہے، اے اللہ ائمہ کی راہنمائی فرما اور موذنوں کو بخش دے"

امام مسجد اور دعوتی عمل کے مسائل

مسلم سوسائٹی میں امام مسجد کو اہم مقام حاصل ہے اس لیے کہ وہ پنج وقتہ نماز کی امامت کے ساتھ ساتھ اسلامی شریعت کی تعلیمات کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، اسی طرح شرعی مسائل کے حل کے لیے لوگوں کی بڑی تعداد اس کی طرف رجوع کرتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مساجد کی کثرت کے باوجود معاشرہ حقیقی انداز میں دین اسلام پر عمل کرنے کے لیے تیار کیوں نہیں ہو پارہا؟ اگر کسی تاجر کا کاروبار ترقی سے تنزلی کی طرف آنا شروع ہو جائے تو وہ اسباب تلاش کرتا ہے کہ ہم سے کہاں کمزوریاں واقع ہو رہی ہیں ؟ مسجد میں دین اسلام کا سفیر امام ہے جو دین اسلام کی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ پاکستان کی

3۔ القرآن ۳۳:۴۱

4۔ ترمذی، محمد بن عیسی (۲۷۹)، سنن ترمذی، دالغرب اسلامی، بیروت ۱۹۹۸، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ ضَامِنٌ، وَالمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ، ح۲۰۷

مساجد میں ائمہ مساجد بڑے پیمانے پر دعوتِ دین کا عمل سرانجام دے رہے ہیں، لیکن دعوتی عمل میں کچھ امور ایسے ہیں جس کی بناپر احسن انداز میں دینِ اسلام کی دعوت اور اس کا حقیقی پیغام عامۃ الناس کی طرف منتقل نہیں ہو پا رہا۔ ذیل میں ان امور کی طرف نشاندہی کی جا رہی ہے۔

ا۔ اسلام کے مکمل نظام حیات کی تبلیغ کا اہتمام نہ کرنا

یہ امر واضح ہے کہ دینِ اسلام انسانی زندگی کے تمام مسائل میں راہنمائی کرتا ہے، جس کی بنیاد پر اسلام اپنے متبعین کو دعوت دیتا ہے کہ زندگی کے تمام امور میں دین اسلام کی تعلیمات سے روشنی حاصل کی جائے تاکہ وہ کام انفرادی واجتماعی سطح پر معاشرے کے لیے باعث خیر بن جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: " يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ "[5] "ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

پاکستان کی مساجد میں قلیل تعداد میں اسلام کے نظام حیات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، لیکن اکثر مساجد میں صرف ان امور کو پیش کیا جاتا ہے جس کا تعلق عبادت، ذکر اذکار سے ہوتا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک شخص ذکر واذکار صوم وصلاۃ کا پابند تو بن جاتا ہے، لیکن ان عبادات کے توسط سے مسلم شخصیت کو جن اخلاقیات کو پروان چڑھنا چاہیے مسلم معاشرے میں ان کا فقدان پایا جاتا ہے، جس کی بناء پر معاشرتی زندگی کئی مسائل سے دوچار ہو چکی ہے۔ مسلم فرد کی بداخلاقی دیکھ کر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا دین اسلام اسی امر کی تعلیم دیتا ہے؟ اس لیے ائمہ مساجد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے دروس میں دین اسلام کے مکمل نظام کی تبلیغ کا اہتمام کریں۔

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مسجد کے ذریعے اسلام کی مکمل تعلیمات سکھائی اور اسکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے اپنی اولاد کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ نبی ﷺ نے مسجد میں تعلیم وتعلم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں لوگوں کا کوئی گروہ اکٹھا نہیں ہوتا، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا درس وتدریس کرتے ہیں مگر ان پر سکینت (اطمینان وسکون قلب) کا نزول ہوتا ہے اور (اللہ کی) رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں جو اس کے پاس ہوتے ہیں ان کا ذکر کرتا ہے جو شخص اس راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور جس کے عمل نے اسے (خیر کے حصول میں) پیچھے رکھا، اس کا نسب اسے تیز نہیں کر سکتا۔"[6]

اس امر سے معلوم ہوا کہ ائمہ مساجد کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ تعلیم وتعلم کو صرف عبادات تک محدود نہ کریں بلکہ اسلام کا مکمل نظام حیات پیش کیا جائے تاکہ مسلم معاشرے کا ہر فرد مسلم اس کی تعلیمات اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہوئے احسن انداز میں معاشرتی زندگی بسر کر سکے۔

۲۔ دین اسلام کی تعلیمات کو مشکل انداز میں پیش کرنا

دین اسلام کی تعلیمات کا خاصہ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات آسان ہے جس کو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے، لیکن موجودہ دور میں عامۃ الناس کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو اس امر کا اصرار کرتی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو مشکل بنا دیا گیا ہے یا مشکل طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ دین کی تعلیمات کو مشکل انداز سے پیش کرنے کے نتیجے میں معاشرے کا عام فرد عقیدۃً یا ظاہراً امام مسجد کی بات تو سنتا ہے، لیکن وہ بات اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اس

5۔ القرآن: ۲:۲۰۸

6۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱)، مسند احمد بن حنبل، عالم الکتب بیروت، ج ۲، ص ۴۰۷

لیے دعوتی عمل احسن انداز میں مکمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کی دعوت کو آسان طریقے سے عامۃ الناس کے ذہن و قلب میں اتارنے کی کوشش کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا آسان انداز میں دعوت دین پیش کرنا

نبی ﷺ کی دعوت کی سب سے اہم خاصیت یہ تھی کہ آپ نے اپنے پیغام کو آسان انداز میں پیش کیا تاکہ مخاطب آسانی کے ساتھ دین کی بات سمجھ سکیں اور اس پر ایمان لے آئے۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: يسروا ولا تعسروا، وبشروا ولا تنفروا[7]: آسان کرو، دشواریاں پیدا نہ کرو، اطمینان دلاؤ اور متنفر نہ کرو۔

جمعہ امین عبدالعزیز نے اپنی کتاب "الدعوۃ اصول و قواعد" میں اس حدیث کی بناء پر دعاۃ کے لیے "التيسير لا التعسير" کا قاعدہ وضع کیا ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "داعی کے لیے لیے ضروری ہے کہ وہ دین اسلام کی تبلیغ میں آسانی کرے تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ تبلیغ اسلام میں آسانی کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس امر کی طرف دعوت دے رہا ہے اس کو مثالوں کے ذریعے لوگوں کو سمجھائے اور مخاطب کی جو صورتحال ہو اسی کے مطابق اس کو سمجھانے کی کوشش کرے اور اس امر کے لیے مختلف اسالیب کا استعمال کیا جائے"۔[8]

آج کا نوجوان مسجد کی طرف عدم رجوع کا سبب یہ بتاتا ہے کہ وہاں جس انداز میں دینِ اسلام کی تبلیغ کی جاتی ہے اس میں میرے جو مسائل ہیں اس کا حل نہیں ملتا، اور بہت مشکل انداز میں بات کی جاتی ہے، یا قرآنی آیات و احادیث ذکر کی جاتی ہیں اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور اولیائے کرام کے قصص تو سنا دیے جاتے ہیں، لیکن ان سے ہماری زندگی میں کیا راہنمائی ملتی ہے اس حوالے سے ہمیں نہیں سمجھایا جاتا۔

ائمہ مساجد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات کو آسان انداز میں پیش کریں، اور موجودہ دور کے مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ آج کے معاشرے کا ہر فرد اس دعوت کے نتیجے دینِ اسلام پر عمل کرنے پر آمادہ ہو سکے۔

۳۔ شرعی مسائل سے عدم واقفیت

مسلم سوسائٹی کا ہر فرد اپنے مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں تلاش کرنے کے لیے ائمہ مساجد کی طرف رجوع کرتا ہے، اور موجودہ دور میں زندگی کے تمام شعبہ جات میں آئے روز نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں، ان معاملات پر عمل کرنے سے قبل مسلم معاشرے کا فرد سوچتا ہے کہ شریعت میں اس کا کیا حل ہے؟ اس کے جواب کے لیے اکثر ائمہ مساجد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ائمہ مساجد کی جانب سے مبتلا شخص کو لاعلمی کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاتا ہے یا جواب دیا بھی جاتا ہے تو اس کا مفہوم واضح نہیں ہو پاتا، اسی طرح مختلف مساجد سے مسلک کی بنیاد پر فتوی دیا جاتا ہے اس پر مزید یہ کہ ایک امام دوسرے کے فتوی کو غلط بھی ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے مبتلا بہ شخص متذبذب ہو جاتا ہے اور آئندہ اپنے مسائل میں شریعت کی راہنمائی طلب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔

اس حوالے سے سیرت طیبہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے تو ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے نبی ﷺ سائل کے سوال کا مکمل اور واضح انداز میں جواب دیا کرتے تھے۔

7۔ صحیح مسلم - بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالتَّيْسِيرِ، وَتَرْكِ التَّنْفِيرِ، ح۱۷۳۲

8۔ جمعہ امین ،الدعوة اصول وقواعد، ص۱۹۲

موجودہ دور تخصصات کا دور ہے تو جب سائل کسی خاص مسئلہ سے متعلق سوال کرے تو اس کو اس فن کے متخصصین کی طرف راہنمائی کردی جائے یا اس حوالے سے خود سمجھ کر مبتلا کو شخص کو احسن انداز میں سمجھانے کی کوشش کی جائے، تاکہ معاشرے کا ہر فرد دین اسلام کی تعلیمات اپنے آپ کو منسلک رکھ سکے۔

۴۔ خطابت میں عدم توازن

پاکستان کی مساجد میں مختلف صورتوں میں دعوتی عمل جاری رہتا ہے، جس میں درسِ قرآن، درسِ حدیث، تربیتی پروگرامز اور جمعہ کی تقریر شامل ہیں۔ یہ امر واضح ہے کہ خطابت پُر اثر اُسی وقت ہوتی ہے جب مخاطبین کی ذہنیت کے مطابق بات کی جائے۔ مساجد میں اہم اجتماع جمعہ اور عیدین کا اجتماع ہے جس میں لوگ عقیدۃ و عملاً شامل ہوتے ہیں۔ لیکن آج ان اہم اجتماعات کی وہ حیثیت برقرار نہیں رہی۔ اب لوگ صرف عربی خطبہ یا فرض نماز سے قبل آجاتے ہیں اور فرض ادا کرنے کے متصل بعد گھروں کی راہ لیتے ہیں۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ حالانکہ اس اجتماع کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلم معاشرے کا فرد اس کے توسط سے اپنی ذات، معاملات ودیگر امور کی اصلاح کر سکے۔

جمعہ یا عیدین کے اجتماع میں عامۃ الناس کی بڑی تعداد کا عین نماز کے وقت یا عربی تقریر کے وقت پہنچنے کی اہم وجہ جمعہ کے عظیم اجتماعات کی اہمیت سے عدم آگاہی ہے، اور دوسری وجہ خطباء کا خطاب میں عدم توازن ہے۔ بعض حضرات کی خطابت بہت طول اختیار کر جاتی ہے، جس کی بناء مخاطب اکتاہٹ محسوس کرتا ہے ور بعض خطباء بہت ہی اختصار کے ساتھ کسی موضوع پر بات خطاب کرتے ہیں جو مخاطب کو متردد رکھتی ہے۔ خطباء کے اس عمل کی وجہ سے عامۃ الناس اردو تقاریر سے عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مخاطب اس اہم اجتماع میں تاخیر سے آتا ہے جس کی وجہ سے آج مسلم سوسائٹی اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ نہیں ہے۔

نبی ﷺ اور خطابت

نبی ﷺ نے اپنے قول عمل کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ نبی ﷺ کی خطابت کا اسلوب مختصر اور جامع تھا اور اسی امر کی تعلیم اپنی امت کو دی ہے۔ حضرت ابووائل فرماتے ہیں :"خَطَبَنَا عَمَّارٌ، فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ، فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ، وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا"[9]. ''ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا انتہائی مختصر اور انتہائی بلیغ (بات کی) جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا: ابویقظان! آپ نے انتہائی پر تاثیر اور انتہائی مختصر خطبہ دیا ہے، کاش! آپ سانس کچھ لمبی کر لیتے (زیادہ دیر بات کر لیتے) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: انسان کی نماز کا طویل ہونا اور اس کے خطبے کا چھوٹا ہونا اس کی سمجھداری کی علامت ہے، اس لئے نماز لمبی کرو اور خطبہ چھوٹا دو، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی بیان جادو (کی طرح) ہوتا ہے''۔

9۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج (م:۲۶۱)، دار الجيل بيروت + دار الآفاق الجديدة. بيروت، ۱۳۳۴، باب إطالة الصلاة وقصر الخطبة، ح۲۴۷

اسی طرح حضرت عمارؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں: "أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِقْصَارِ الْخُطَبِ"[10] ''حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ ہمیں خطبوں میں اختصار کا حکم دیا کرتے تھے''۔

نبی ﷺ کی سیرت سے معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے والے علماء کرام اور خطباء کے لیے ضروری ہے کہ اپنی تقاریر ودروس میں اختصار کے ساتھ جامع انداز میں بات کی جائے تاکہ سامع اکتاہٹ کا اظہار بھی نہ کرے اور اس کو اچھے انداز میں بات بھی سمجھ آجائے۔

۵۔ مخاطب کی نفسیات کا لحاظ نہ رکھنا

دعوت دین کا تعلق انسانی زندگی سے ہے اس لیے داعی کے لیے ناگزیر ہے کہ اسلامی تعلیمات پیش کرتے وقت سامعین کے حالات آگاہی ہوتا کہ وہ ان کے مقام کے مطابق دعوت پیش کر سکے۔ لیکن ائمہ مساجد کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو متعین امور تک اپنی بات کو محدود رکھتے ہیں سامنے چاہے کسی بھی شعبہ سے متعلق فرد ہو اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، جس کی بناپر عامۃ الناس بالخصوص جمعہ کی اردو تقریر، عیدین میں تقریر اور دیگر پروگرامات میں شریک نہیں ہو پاتے، اور آہستہ آہستہ وہ اسلامی تعلیمات دور ہوتے جاتے ہیں۔

نبی ﷺ اور مخاطب کی نفسیات کی کیفیت

سیرت طیبہ ﷺ میں یہ امر واضح نظر آتا ہے کہ نبی ﷺ نے مخاطب کی عقل اور وسمجھ کے مطابق تعلیم دیتے تھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ كَذَلِكَ أُمِرْنَا أَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ بِقَدْرِ عُقُولِهِمْ''[11] ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق بات کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی دعوت کا منہج یہ رہا ہے کہ جو شخص کو دعوت دی جارہی ہے اس کے حالات اور ذہنی سطح سے واقفیت ہو اور اس کے مطابق اس کی راہنمائی کی جائے۔

۶: بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کا اہتمام نہ کرنا

بچوں کی ذہنیت کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرنے کے لیے مسجد مؤثر اور موزوں مقام ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ بچے شوق ورغبت کے ساتھ مسجد آتے ہیں اور مسجد میں جو بھی مہمات جاری ہوں ان میں حصہ لینے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسجد میں بچوں کے ساتھ شاذ ونادر محبت وشفقت کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے، جس کی بناپر بچے مسجد کی طرف رخ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ امام مسجد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جو بچے مسجد شوق سے آتے ہیں ان کے ساتھ محبت وشفقت کا مظاہرہ کرے، اگر وہ شور شرابہ کریں تو پیار ومحبت سے ان کو یہ بات سمجھائی جائے کہ یہ اللہ کا گھر ہے یہاں ادب کے ساتھ بیٹھتے ہیں ورنہ اللہ ناراض ہو جائے گا۔ امام مسجد کے اس رویے سے آج کے بچے دین سے محبت کرنے والے اور اس کی تعلیمات کو اپنانے والے بن سکتے ہیں۔ ذیل میں نبی ﷺ کا بچوں کے ساتھ محبت وشفقت کا ذکر کیا جارہا ہے۔

10۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (م:۲۷۵)، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، بَابُ إِقْصَارِ الْخُطَبِ، ح۱۱۰۶، علامہ البانی اس حدیث پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

11۔ سخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن (م:۹۰۲)، المقاصد الحسنة للسخاوي، ج۱، ص۱۲۵

مسجد میں نبی ﷺ کا بچوں سے محبت کا اظہار

نبی ﷺ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے عمل کے توسط سے بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کی تعلیم دی ہے۔ ذیل میں اس امر سے متعلق چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: "يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا"[12] "آپ ﷺ لوگوں کی امامت کر رہے تھے، اور ابوالعاصؓ کی بیٹی امامہؓ جو آپ ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ کی بیٹی تھیں، آپ کے کندھے پر تھیں، جب آپ رکوع میں جاتے تو انہیں کندھے سے اتار دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو پھر انھیں اٹھا لیتے"۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرماتے ہیں: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ فَإِذَا أَرَادُوا أَنْ يَمْنَعُوهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوهُمَا فَلَمَّا صَلَّى وَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ هَذَيْنِ"[13] "نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، جب نبی ﷺ سجدے میں گئے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ کی پیٹھ پر چڑھ گئے۔ لوگوں نے انہیں منع کرنا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں اشارے سے منع کر دیا۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا، اور فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے"۔

اسی مناسبت سے متعدد احادیث ہیں جن میں نبی ﷺ نے بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کا معاملہ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ائمہ مساجد کی ذمہ داریوں میں ایک اہم ذمہ داری بچوں کے ساتھ نرمی و شفقت کا معاملہ کیا جائے تاکہ وہ مستقبل میں دینِ اسلام کی تعلیمات کو اپنی زندگی کے لیے مشعل راہ بنا سکیں۔

۷۔ فرقہ پرستی کو فروغ دینا

یہ امر مسلم ہے کہ فرقہ واریت یا مسلک پرستی کسی بھی امت، جماعت، خاندان قبیلے کے لیے تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے۔ اسی بنیاد پر قرآن حکیم اور سنت نبویہ ﷺ میں اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ بازی سے اجتناب کرتے رہو۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دشمن نے اس ہتھیار کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں تقسیم کر دیا اور ہم فرقہ واریت کی دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ معاشرے کا عام فرد پریشان ہوتا ہے کہ میں کس خطیب کی بات پر یقین کروں؟ ہر کوئی اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو برا گردانتا ہے۔ ان حالات میں آج کا بندہ مومن دین اسلام کی تعلیمات کو اپنے لیے مشکل سمجھتا ہے جس کی بنا پر وہ اپنے معاملات کے لیے دین اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع نہیں کر پاتا۔

اللہ رب العزت نے اور نبی ﷺ نے اپنے قول و عمل کے ذریعے اپنی امت کو اتفاق و اتحاد کا درس دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى

12۔ صحیح مسلم، بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ، ح۵۴۳

13۔ نسائی، احمد بن اشعب (م: ۳۰۳ھ) السنن الکبری، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۲۱، فَضَائِلُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَنْ أَبَوَيْهِمَا، ح۸۱۱۴

شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[14]"اور اللہ کی رسی مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نااتفاقی نہ کرو، ف۔اور اللہ کا یہ انعام اپنے اوپر یاد رکھو کہ جب تم (باہم) دشمن تھے تو اس نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، سو تم اس کے انعام سے (آپس میں) بھائی بھائی بن گئے، اور تم دوزخ کے گڈھے (گڑھے) کے کنارے پر تھے سو اس نے تمہیں اس سے بچالیا، اسی طرح اللہ اپنے احکام کھول کر سناتا رہتا ہے تاکہ تم راہ یاب رہو"۔

اسی طرح اہل ایمان میں بھائی چارگی کی صفت کو اجتماعی طور پر پختہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[15] "مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔"

اس آیت کی تشریح مولانا مودودیؒ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:"یہ آیت دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرتی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ کسی دوسرے دین یا مسلک کے پیروؤں میں وہ اخوت نہیں پائی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے"۔[16]

فرقہ پرستی کے نقصانات سے ہر شخص واقف ہے۔آج ہم تقسیم ہو کر کچھ نہیں کرپاتے اور علما وائمہ مساجد سے متعلق عامۃ الناس بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ یہ کبھی ایک پلیٹ فارم جمع نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ مساجد اتفاق واتحاد کے فروغ میں اہم کردار کر سکتی ہے۔اس لیے ائمہ مساجد وخطباء ومدرسین کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو اس امت کو ایک کرنے میں صرف کریں اور مسلک پرستی وفرقہ واریت کے بت سے نکل قرآن وسنت کی تعلیمات عامۃ الناس تک پہنچائیں۔

مسجد انتظامیہ کی جانب سے امام مسجد کو درپیش مسائل

پاکستان میں مساجد کے انتظام وانصرام کے لیے ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے تاکہ منظم انداز میں مسجد کے معاملات جاری رہیں۔انتظامی کمیٹی میں افراد کی تبدیلی کی بناپر امام مسجد کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے امام کے لیے صحیح انداز میں اپنی ذمہ داری ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ان مسائل میں سے ایک مسئلہ دعوت دین سے متعلق ہے کہ خطیب مسجد کو آزادی کے ساتھ تقریر کی اجازت نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے وہ صحیح انداز میں اسلام کی دعوت کو پیش نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ امام مسجد کا کام صرف عبادات سے متعلق امور سے آگاہی دینا ہے، معاشرتی معاملات، سیاسی معاملات سے متعلق یا حکومت وقت کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ لینا نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم معاشرے کی اصلاح کے لیے مسجد بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتی ہے، ارگر اس کی حیثیت صرف چند امور تک محدود کردیا جائے تو مسلم معاشرے کا فرد دین اسلام کی حقیقی تعلیم سے اپنے آپ کو آراستہ نہیں کر سکتا۔ مسجد کی انتظامی کمیٹی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس امر سے آگاہ ہوں کہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد کا کیا کردار رہا ہے تاکہ وہ اپنے امام کو چند امور میں محدود نہ کریں تاکہ دین اسلام کی حقیقی تعلیم احسن انداز میں منتقل ہو سکے۔

---

14. القرآن: ۳: ۱۰۳

15. الحجرات: ۴۹: ۱۰

16. مودودی، ابوالاعلیٰ (م: ۱۹۷۹)، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ج ۵، ص ۸۳

ائمہ مساجد پر مدعو (جس کو دعوت دی جارہی ہے) کا حق

اسلام کی دعوت عالمگیر دعوت ہے اور اس کی تبلیغ کرنا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ مساجد کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں پنج وقتہ فرض نماز اور ہفتہ میں ایک دفعہ اور سال میں دو دفعہ بڑے اجتماعات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ تصور عام ہے کہ مسجد میں اذان دے دی گئی ہے اور یہ لوگوں کے بلاوے کے لیے کافی ہے۔آج کے دور میں جب مغربی تہذیب نے انسان کو مادیت کا پیکر بنادیا ہے، ہر شخص اپنے دنیاوی مرتبہ کو بڑھانے میں مبتلا ہے کہ کس طرح اپنی دنیا درست کر لوں ؟ان حالات میں اہل علم ائمہ مساجد کی ذمہ داری دگنی ہو جاتی ہے کہ ہر فرد تک رسائی حاصل کی جائے اور اسے دین اسلام کا پیغام یاد دلایا جائے۔ موجودہ دور میں یہ کام بہت آسان ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص گھر پر موجود نہ ہو تو اس کا رابطہ نمبر حاصل کر کے اس کو آگاہ کیا جائے، واٹس ایپ پر گروپ بنالیا جائے جس میں مسجد میں ہونے والی سر گرمیوں سے آگاہ کیا جائے۔ اسی طرح جمعہ کے دن جس موضوع پر تقریر کی جائے اس کا اشتہار بنا کر لوگوں تک سوشل میڈیا کے توسط سے پہنچایا جائے۔

اسی امر کی طرف ڈاکٹر محمد ابوالفتح البیانونی اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کہ داعی پر مدعو کا حق ہے کہ دعوت کو مدعو تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے جس طرح اللہ نے اپنے انبیاء کرام کو مبعوث کیا تا کہ وہ حجت قائم نہ کر سکیں کہ ہم تک اللہ کا پیغام پہنچا نہیں ہے''۔[17]

اسی طرح ڈاکٹر عبدالکریم زیدان مدعو کے حق سے متعلق لکھتے ہیں: مدعو کا حق یہ ہے کہ اس کے پاس داعی جائے اور اس کو دین کی دعوت دے ،داعی گھر میں بیٹھ کر لوگوں کی آمد کا انتظار نہ کرے۔ نبی ﷺ کا طریقہ دعوت یہی تھا کہ قریش کی مجالس میں جاتے اور دعوت دیتے،اسی طرح حج کے موسم میں مختلف قبائل کے خیموں میں جا کر لوگوں کو دین کی دعوت دیتے۔[18]

مدعو کے حق کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ محض مسجد میں جاری سر گرمیوں پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ اس دعوت کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے عام مجالس، بیٹھک اور مختلف پروگرامات میں شرکت کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے وسائلِ ابلاغ کو دینِ اسلام کی اشاعت کے لیے احسن انداز میں استعمال کیا جائے۔

موضوع الدعوۃ (اسلام) سے متعلق غلط فہمی

اسلام کی تعلیمات ناقص ہے

عصرِ حاضر میں اسلام کے متعلق سب سے بڑی غلط فہمی یہ پھیلائی گئی کہ اس کی تعلیمات کا تعلق صرف چند امور سے ہے، باقی زندگی کے معاملات میں دین اسلام راہنمائی نہیں کرتا۔ اسی بنیاد پر صرف چند امور میں اسلام کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، باقی معاملات میں اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جاتا۔

اس غلط فہمی کی بناء پر معاشرے کا فرد ائمہ مساجد کی طرف صرف چند مسائل میں راہنمائی طلب کرتا ہے ،اس کے علاوہ معاشرتی معاملات، معاشی معاملات، سیاسی معاملات اور جدید مسائل میں اسلام کی راہنمائی طلب نہیں کی جاتی۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ائمہ مساجد کی یہ

17۔ البیانونی، محمد ابوالفتح، المدخل علم الدعوۃ، ادارہ شؤون الاسلامیہ و وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، ص ۱۷۰

18۔ زیدان، عبدالکریم، اصول الدعوۃ، موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۴۲۱، ص ۳۷۴

ذمہ داری ہے کہ عامۃ الناس کی اس انداز میں ذہن سازی کی جائے کہ اسلام محض پوجا پاٹ کا یا چند امور پر عمل کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام معاملات اس کی تعلیمات کے مطابق احسن انداز میں اپنانے کا نام ہے۔

اس امر اس انداز میں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح ایک شخص کسی ادارے میں ملازمت اختیار کرتا ہے تو اس سے مطالبہ کی جاتا ہے کہ آپ نے اس رنگ کا لباس پہننا ہوگا، وقت پر آنا ہوگا، سینے کمپنی کا کارڈ آویزاں کرنا ہوگا، متعین وقت میں اپنا کام کرنا ہوگا بصورت دیگر ماہانہ وظیفہ میں کٹوتی کا سامنا کرنا ہوگا۔اسی طرح ایک شخص جب اسلام کے دائرے میں آجاتا ہے تو اس کے لیے یہ لازم ہے کہ دین کی مکمل تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے۔اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ" [19] "ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کے اس رویہ پر کہ وہ کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے تھے اور بعض حصہ کو ترک کر دیتے تھے شدید غصہ کا اظہار فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: "أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ" [20] تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو ؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں ؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کر رہے ہو۔

دینِ اسلام کی سب اہم خاصیت یہی کہ اس میں زندگی سے متعلق تمام امور مثلاً: عقائد، معاملات، خاندانی، کاروباری معاملات، اخلاقیات، غذا سے متعلق احکام شامل ہیں۔یہ تمام امور قرآن اور نبی ﷺ کی احادیث میں موجود ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے مسائل سے متعلق اہل علم کی طرف رجوع کریں اور ان سے دینی راہنمائی حاصل کریں

موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات پر عمل ممکن نہیں

اسلام سے متعلق یہ غلط فہمی کہ اس دور میں اسلام پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے اور اس کی تعلیمات کا تعلق ۱۴ سو سال پہلے کا ہے۔یہ تصور درست نہیں ہے۔اس لیے اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں پوری انسانیت کو خطاب فرمایا ہے جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت آنے والی انسانیت کے لیے یہ کتاب راہنمائی دیتی رہے گی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: " يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ. قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ" [21] "لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔اے نبی، کہو کہ " یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں"۔

اسی طرح نبی ﷺ کی سیرت میں انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق اصول بتا دیے جن کی روشنی میں موجودہ مسائل کا حل تلاش کر کے اسلام پر عمل کیا جاسکتا ہے۔اس حوالے محدثین کرام نبی ﷺ کی زندگی تمام پہلوؤں پر احادیث کو موضوعات کی ترتیب سے جمع بھی کیا جس استفادہ کر کے میں آج کے دور کے مسائل سے متعلق اسلام کی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

19۔ القرآن:۲:۲۰۸

20۔ القرآن:۲:۸۵

21۔ القرآن:۱۰:۵۹،۵۸

ائمہ مساجد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی کریں اور اپنے دروس وخطاب میں اسلام کے مکمل نظام حیات کو پیش کرنے کو شش کریں تاکہ آج کا انسان صرف اسلام ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی زندگی بہتر انداز میں بسر کرسکے۔

خلاصہ بحث

ا۔مساجد دین اسلام کی اشاعت کے عظیم مراکز ہیں ان مراکز کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ ان کے توسط سے اسلامی نظام حیات کو پیش کریں۔

۲۔معاشرے کا ہر فرد اپنے معاملات میں ائمہ مساجد کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس صورت میں ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ ان کو قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فراہم کریں، تاکہ وہ اپنی زندگی اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے موافق بسر کرسکیں۔

۳۔مدعو (مخاطب) کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب اس کو دین کی تعلیمات سکھائی جائے تو اس شوق ورغبت کے ساتھ سنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

۴۔اہل علم،ائمہ مساجد کا فرض ہے کہ اسلام کے مکمل نظام حیات کو اپنے دروس، خطبات میں ترتیب وار پیش کریں تاکہ آج کا مسلم اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کرسکیں۔